گرونانک کی تعلیم

گرونانک کے ۵۵۰ ویں جشن پیدائش پر
خدابخش لائبریری کا نذرانہ
۱۲ نومبر ۲۰۱۹ء

از
خواجہ غلام السیدین

خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

گرونانک کی تعلیم

از

خواجہ غلام السیدین

خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

گرونانک کے ۵۵۰ ویں جشن پیدائش پر
خدابخش لائبریری کا نذرانہ
۱۲ نومبر ۲۰۱۹ء

گرو نانک کی تعلیم

مذہب کا اصل کام زندگی کو سدھارنا اور اس کو شرافت اور محبت کے اصول اور طریقوں سے آشنا کرنا ہے۔ وہ اس فرض کو اسی صورت میں ادا کر سکتا ہے جب وہ دلوں کو ملائے اور ان اثرات کو زائل کرے جو انسان کو ایک دوسرے سے جدا کرتے ہیں اور نفرت، تعصب اور تنگ دلی کے زہریلے بیج بوتے ہیں۔ ایک مرتبہ ڈاکٹر رادھا کرشنن نے دھرم اور ادھرم کی بہت دل لگتی تعریف کی تھی انہوں نے کہا تھا ہر وہ چیز جو دلوں کو ملاتی ہے دھرم ہے، جو دلوں کو ایک دوسرے سے جدا کرتی ہے ادھرم ہے۔ اسی حقیقت کو مولانا روم نے بلاغت کی سادگی کے ساتھ یوں ادا کیا تھا۔

تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی

یعنی اے انسان تو دنیا میں میل محبت بڑھانے کے لئے آیا ہے۔ پھوٹ ڈالنے نہیں آیا!

نگاہ حقیقت شناس صرف انہی لوگوں کی قدر اور عزت کر سکتی ہے جو اس کسوٹی پر پورے اتریں خواہ وہ مذہبی راہ نما ہوں یا سیاست کے نیتا۔ گرونانک کی اخلاقی عظمت اور روحانی کشش کا اصلی راز یہی ہے کہ ان کی تعلیم محبت اور رفاقت کی تعلیم ہے۔ انہوں نے انسانوں کو ان کی مشترک انسانیت کی یاد دلائی اور ذات پات، رنگ روپ، امیری غریبی

کے سبب مساوات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ جس وقت اس دیس کے بہت سے باسی مذہب کی سچی تعلیم کو بھلا چکے تھے اور اس کی ظاہری رسموں اور شکلوں میں الجھ کر رہ گئے تھے انہوں نے سب کو یہ قدیم لیکن انقلاب آفریں پیغام سنایا کہ زندگی کا قانون ایک دوسرے سے محبت کرنا ہے۔ یہی محبت کا جذبہ ہے جو عقیدت اور بھگتی کی روح بیدار کرتا ہے اور اسی کے ذریعہ انسان کی رسائی خدا تک ہوتی ہے۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ گرونانک کی نظر اس ابدی اور بنیادی حقیقت تک پہنچ گئی تھی جو مختلف مذہبوں میں الگ الگ روپ اختیار کر لیتی ہے لیکن باوجود اس ظاہری فرق کے باطن میں ایک ہی ہے۔ حضرت مسیحؑ نے ہمدردی اور محبت کا پیغام ہی نہیں دیا بلکہ اپنی زندگی میں اس کی اعلیٰ ترین مثال دکھائی۔ اسلام نے سکھایا کہ "تمام مخلوق خدا کا کنبہ ہے" اس لئے سب کو ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور شرافت کا سلوک کرنا چاہیئے جیسا وہ اپنے قریبی عزیزوں سے کرتے ہیں۔ رنگ و نسل اور ذات پات کے امتیاز بالکل جھوٹے اور مصنوعی ہیں۔ اصل چیز خداشناسی، خداترسی اور نیک عمل ہے۔ عبادت کے آداب اور رسوم بدل سکتے ہیں لیکن یہ بنیادی اصول اٹل ہے۔ بھگوت گیتا نے بھی انسانی وحدت کے اصول کی بنیاد اس خداشناسی پر رکھی ہے "جو شخص ہر کام میری خاطر کرتا ہے جو مجھ کو سب سے مقدم اور اعلیٰ سمجھتا ہے، مجھ سے عقیدت رکھتا ہے، جس کو دوسری چیزوں سے لگاؤ نہیں، جو دنیا کے کسی جاندار سے دشمنی نہیں رکھتا، وہی میرے حضور میں باریاب ہوگا"۔ دیکھئے یہاں بھی شرط یہی ہے پرماتما سے خلوص اور عقیدت اور اس کے بندوں سے محبت۔ جو اس شرط کو پورا کرتے ہیں ان کی ایک برادری ہے خواہ وہ خود کو کسی نام یا مذہبی لیبل سے پکاریں۔ آپ کو ابو بن ادہم کا خواب یاد ہوگا کہ اگر میرا نام خدا کے محبوب بندوں میں نہیں لکھ سکتے تو اس فہرست میں لکھ لو جس میں خدا کے بندوں سے محبت کرنے والوں کے نام ہیں۔ اور اس کا نتیجہ؟ ان کا نام خدا کے محبوب بندوں کی فہرست میں سرعنوان تھا۔ خدا کی رضا اور توفیق حاصل کرنے کا یہی راستہ ہے۔

انسانوں سے یہ محبت ایک عام جذبہ بھی ہے اور خاص بھی۔ خاص طور پر وہ لوگ اس کے مستحق ہیں جو مصیبت زدہ اور مسکین اور کمزور ہیں، جن کو ذات پات کے بندھنوں اور دولت مند یا اونچی ذات والوں کے انیائے نے اپنے انسانی حقوق سے محروم کر دیا ہے۔ وہ سب ایک ہی خدا کے بندے ہیں یعنی گاندھی جی کی اصطلاح میں "ہری جن" ہیں۔ گرو نانک کا ایک بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے ہم عصروں اور بعد کے آنے والوں کو یہ بھولا ہوا سبق یاد دلایا کہ ان گرے ہوؤں کو اٹھانا انسان کا سب سے بڑا فرض ہے۔

گرو نانک نے ایک غریب گھرانے میں ایک پٹواری کے یہاں جنم لیا۔ شاید قدرت کو یہ تصور تھا کہ یہ ضروری نہیں کہ اصلاح اور ہدایت کے سوتے کسی بڑے گھرانے یا عالم فاضل خاندان ہی میں پھوٹیں۔ لیکن انہوں نے اپنے خلوص اور محبت اور میٹھے بولوں کے ذریعہ ہر قسم کے لوگوں کے دل میں گھر کر لیا۔ اس طرح نہیں کہ ان غلطیوں اور توہمات کو جو ہر طرف پھیلے ہوئے تھے مان لیں اور لوگوں کی ہاں میں ہاں ملائیں بلکہ انہوں نے نرمی اور سمجھداری کے ساتھ ان پر تنقید کی اور ایسی مثالوں کے ذریعہ اپنی تعلیم کو پیش کیا کہ وہ دل سے نکلتی تھیں اور دل میں اتر جاتی تھیں۔ مشہور واقعہ ہے کہ جب ان سے جنیو پہننے کے لئے کہا گیا تو انہوں نے اس سے انکار کر دیا کیوں؟ اس لئے کہ انہیں شروع ہی سے ظاہری علامتوں کی نہیں بلکہ چھپی ہوئی حقیقت کی تلاش تھی۔ انہوں نے سوال کیا "روئی کے دھاگے میں روحانیت کہاں سے آگئی؟" روحانیت تو رحم اور محبت، قناعت اور سچائی اور بے نفسی سے پیدا ہوتی ہے۔ جب سیرت ان صفات کے تانے بانے سے ترتیب پائے گی اس وقت انسان انسانیت کے اصلی مقام پر پہنچ سکتا ہے۔ تبھی من و تو کے امتیاز مٹ سکتے ہیں جس کے بغیر نہ انسان دوسرے انسانوں کے دلوں میں گھر کر سکتا ہے نہ خدا تک پہنچ سکتا ہے۔ ایک مشہور وید ان کے علاج کے لئے بلایا گیا۔ لیکن انہوں نے اس سے بہت نرمی سے کہا کہ تم میرا کیا علاج کرو گے تم خود مریض ہو۔ اس نے پوچھا میرا مرض کیا ہے؟ جواب ملا انانیت، خود نمائی، اپنے کو دوسروں سے برتر اور الگ تھلگ سمجھنا۔ یہ جذبہ

نہ صرف ہمارے اور ہمارے ہم جنسوں کے درمیان دیواریں کھڑی کرتا ہے بلکہ ہمیں خدا سے بھی دور رکھتا ہے جو تمام زندگی کا سرچشمہ ہے یہ وہی انانیت ہے جس کی طرف غالب نے اپنے مخصوص انداز میں اشارہ کیا تھا

ہر چند سبک دست ہوئے بت شکنی میں
ہم ہیں تو ابھی راہ میں ہیں سنگ گراں اور

یہ وہی پیغام ہے جو دنیا کو مختلف زمانوں میں صوفیوں، رشیوں اور خداشناسوں نے اپنی اپنی زبانوں میں دیا ہے۔

گرونانک کا پیغام ہمارے لئے صرف ذاتی حیثیت ہی سے نہیں بلکہ جماعتی لحاظ سے بھی بہت ضروری اور قابل قدر ہے اس دیس میں جہاں ہزاروں برس سے مختلف مذہبوں کے ماننے والے بستے ہیں ابھی تک باہمی مفاہمت اور رواداری اور یکتائی کی وہ روح، وہ فضا پیدا نہیں ہوسکی جو ہر قسم کی مادی اور اخلاقی ترقی کے لئے پہلی شرط ہے۔ مثلاً ہندوؤں اور مسلمانوں کے اختلافات کو لیجئے جو ان کے زمانہ میں بھی تھے اور پھر اس زمانے میں تو اتنے بڑھے کہ انہوں نے ملک کی تقسیم کرا کے بھی دم نہ لیا۔ گرونانک نے کبھی مذہبوں کے باہمی جھگڑوں اور ناسمجھوں کے بنائے اختلافات کو تسلیم نہیں کیا۔ وہ ان کی بنیادی تعلیم کی وحدت کے اسی طرح قائل تھے جس طرح مثلاً اسلام قائل ہے۔ ایک دفعہ انہوں نے کہا کہ "نہ کوئی ہندو ہے نہ مسلمان" اس پر بہت چہ میگوئیاں ہوئیں اور ان سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ سمجھائیں کہ انہوں نے یہ بات کیسے کہی اس کے جواب میں انہوں نے کہا "مسلمان ہونا بہت مشکل ہے۔ مسلمان میرے نزدیک وہ ہے جو اپنے ایمان میں پختہ ہو جس کے روزمرہ کے کاموں میں پیغمبر اسلام کی تعلیم کی جھلک پائی جائے، جس کا دل غرور اور لالچ سے پاک ہو اور موت زندگی کے دھوکوں سے بلند ہو رضائے الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرے اور یہ جانے کہ جو کچھ کرتا ہے وہ خدا کرتا ہے۔ دراصل وہی شخص اپنے کو مسلمان کہہ سکتا ہے جو خود پرستی کے بندھنوں سے خود کو آزاد کرے اور جس کے رحم کی بھیک خدا کی

ساری مخلوق بر ہو"۔ کس قدر بلند اور سچا ہے یہ تصور جو گرو صاحب کے نزدیک ایک اچھے مسلمان ہی کا نہیں بلکہ ہر اچھے انسان کا ہے۔ چنانچہ اس بیان کا مقابلہ اگر آپ اس تعریف سے کریں جو انہوں نے ایک سچے سکھ کی بتائی ہے تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ ان کو مذہبوں کی تعلیم کی وحدت اور خیر و شر کے بنیادی مفہوم کا کس قدر گہرا احساس تھا۔ بھگیر تھ نے ان سے پوچھا کہ ایک سچے سکھ کی کیا خصوصیت ہونی چاہیے۔ انہوں نے فرمایا "وہ جو سچا ہو، قناعت کی صفت رکھتا ہو اور سب پر دیا کرے، جو لالچ و نفرت سے پاک ہو، جو کسی کو نقصان یا دکھ نہ پہنچائے، جو خواہش کے پھندے سے رہا ہو چکا ہو جس کو اپنے اوپر قابو ہو اور خیر و شر میں تمیز کر سکے، جو خدائے بزرگ و برتر کی رضا کے سامنے اپنا سر جھکا دے اور اس کی خوشنودی کو اپنا معیار بنائے۔ ایسا ہی ہم آہنگ شخص اس حلقہ میں شریک ہونے کے قابل ہے"۔

دیکھا آپ نے! یہ تھا ان کا تصورِ انسانیت، جس میں ہندو مسلمان، سکھ، عیسائی، یہودی، پارسی سب شامل ہیں۔ اسی لئے انہوں نے کہا تھا کہ "میں نہ ہندو ہوں نہ مسلمان۔ مذہب کا سچا پیرو وہی ہے جو خدا کے کلام پر ایمان لاتا ہے جو سارے مذہبوں کے بانی اور پیغام بر دنیا میں لائے ہیں۔ میرے لئے سب یکساں ہیں کیونکہ سب خدا کا پیغام ہیں"۔

گرو نانک کے شبد پڑھتا ہوں تو ان میں اسی سچی مذہبیت کا جلوہ نظر آتا ہے۔ اور محبت رحم، ہمدردی، خدمت اور زندگی کی سچی قدروں کا وہ پیغام ملتا ہے جس کے لئے آج دنیا بھر کی روح پیاسی ہے، یہ دنیا جس کے دل اور دماغ دونوں امن کی دولت سے محروم ہیں، جس کے ہاتھوں میں قوت ہے لیکن اس کا استعمال نہیں آتا، جس کی رفتار میں بجلی کی سی تیزی پیدا ہو گئی ہے لیکن نصب العین آنکھوں سے اوجھل ہے۔ ان کی تعلیم پکار پکار کر ہمیں یہ سبق سکھاتی ہے کہ زندگی کی اصلیت، وحدت اور یکتائی ہے، محبت اور پریم ہے، آپس کی خونریزی اور چھین جھپٹ نہیں۔ آپس کے ان چھوٹے چھوٹے اختلافات کی کوئی اہمیت نہیں جو ہمیں اپنے بھائیوں کی دشمنی پر اکساتے ہیں۔ مانا کہ قدرت کے "دانت اور پنجے خون سے رنگین ہیں"، لیکن یہ جنگل کا قانون انسانی زندگی کا چراغ نہیں بن سکتا۔ انسان کو

انسان بننے کے لیے بھٹی میں تپنے کی ضرورت ہے تاکہ اس کی سیرت کا سونا جس میں بہت سا کھوٹ ہے، کندن بن سکے۔ اسے اپنے دل و دماغ کی کھڑکیوں کو کھولنا ہے اور ان میں سے جنسی اور نفرت کو خارج کرکے محبت اور شرافت کو جگہ دینی ہے۔ یہی وہ پیغام ہے جس کو مختلف الفاظ اور انداز میں ابراہیمؑ اور عیسیٰؑ اور موسیٰؑ اور مہاتما بدھ اور حضرت محمدؐ اور گرو نانک اور خدا کے بہت سے نیک اور پاک بندوں نے پیش کیا ہے۔

The Teachings of Guru Nanak

To Guru Nanak
on his 550th Birth Anniversary Celebrations
Khuda Bakhsh Library Patna pays its tribute
12 November 2019

by
K. G. Saiyidain

Khuda Bakhsh Oriental Public Library
Patna